دلتنگدم

قسط نمبر نو

زرا سی کروٹ لے کر وہ چونکہ مگر تھکن ایسی تھی کہ آنکھ کھولنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔

تھوڑی دیر پہلے اس نے رمشا کی آواز سُنی تھی۔اس کا ہاتھ اپنے کندھے اور چہرے پہ بھی محسوس کیا تھا مگر غنودگی ایسی طاری ہوئی تھی کہ وہ اس کا نام بڑ بڑا کر نیند کی وادیوں میں چلا گیا تھا۔اب وہ بیچ میں چونک تب رہا تھا کہ اس نے اپنے ماتھے' گردن چہرے پہ کوئی چیز گیلی محسوس کی اور سب سے بڑھ کسی کی ننھے منھے ہاتھوں نے اس کو زرا سی آنکھ کھولنے پہ مجبور کیا۔اس نے دیکھا ارہا پاپا سک پاپا سک بولتے ہوئے اپنے چھوٹے ہاتھوں سے کپڑا اس کے چہرے پہ رکھ رہی تھی ۔"داود۔۔۔۔داود آڑ۔۔یو اوکے۔" سکندر نے دیکھا رمشا اس کے سائیڈ پہ بیٹھی اس کے ماتھے پہ آئے گیلے بال پیچھے دھکیلتی پریشانی سے بولی۔"می نو سیڈ پاپا کے۔" ارہا کپڑے کو سکندر کے گال پہ کبھی رکھتی' کبھی ٹھوڑی پر۔وہ ماں کو ایسا کام کرتے ہوئے دیکھ رہی تھی تو اس نے ماں سے وہ

کپڑا لینا چاہتا کہ وہ خود اپنے پاپا کو ٹھیک کرے۔اوپر سے اس کی ممی سیڈ تھی۔ارہا بس کسی کو سیڈ نہیں دیکھ سکتی خاص کے پاپا کو جو آنکھیں نہیں کھول رہے تھے۔ سکندر نے رمشا کو نا سمجھی سے دیکھا پھر ارہا کو۔"ارو واٹ ہیپن ؟" سکندر کو اپنی آواز پہ بھی حیرت ہوئی جو کافی آہستگی سے نکلی تھی۔اس کے جسم بھی ٹوٹ رہا تھا۔ارو باپ کو بولتے اور اسے دیکھتے ہوے کھلکھلائی۔"ممی نو سیڈ ۔۔پاپا کے پاپا نو سک پاپا ٹاک ممی نو کرائی۔" سکندر نے حیرت سے آنکھیں پھیلا کر اسے پھر رمشا کو دیکھا جو ارہا سے کپڑا لے کر سائڈ باول میں ٹھنڈے پانی میں اسے بگھونے لگی۔"مجھے بخار کب سے ہو گیا؟" سکندر اپنے گیلے چہرے پہ ہاتھ رکھ کر زرا سا اُٹھا تو رمشا نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔"داود آپ شا۔۔۔۔۔م کو شاور لے۔۔۔۔۔۔کر بیڈ پہ۔۔۔۔۔۔۔۔لیٹے۔۔۔۔۔۔ ٹی وی۔۔۔۔۔۔۔۔دیکھتے ہوے۔۔۔۔۔۔۔سو گئے۔میں آئی تو آپ۔۔۔۔آپ بخار میں تپ ۔۔رہے تھے اوپر سے آنکھیں۔۔۔ بھی۔۔۔۔ نہیں کھول ررررہے تھے۔۔اوپر سے آپ تکلیف ۔۔۔سے کہرائے تو میں نے۔۔۔۔۔۔چیک کیا۔۔۔۔۔۔۔آپ کے سینے۔۔۔۔۔۔۔اور پیٹ پہ

نیل تھے۔۔کس نے کیا تھا؟" وہ تکلیف کے باوجود تیزی سے بول رہی تھی اوراس کے ماتھے پہ پٹی رکھ رہی تھی۔ارہانے ماں سے کپڑا لیناچاہاتو رمشانے اسے آنکھیں دکھائیں۔"ممی۔۔ای مائین۔۔۔می ہیل۔۔پاپانو سک۔۔نوا ینگی۔۔ممی سک۔" سکندر کوالجھن ہوئی جس پہ وہ تیزی سے اُٹھاکر بیٹھا۔"داود!!" رمشا بولی تو سکندر نے جلتی آنکھوں کی پرواہ کیے بغیراس کی گردن کا جائزہ لیا جس میں سوجن زراسی کم تھی مگرابھی بھی کافی زیادہ تھی اس کی طبعیت بجائے آرام کرنے کے اس کی خدمت میں لگی ہوئی تھی۔"ٹھیک ہوں موسم بدل رہاہے توزراسا گرم ہو گیا ۔رہی بات نیشان کی توٹرینگ کے ہیں نارمل ہیں تم ایسی بیٹھی ہو؟ کھانا کھایا؟دوائی کاتو ہوش نہیں ہو گامیرا ابھی دماغ خراب ایسی بے فکری سے سو گیا۔" سکندر فکر مندی سے کہتااپنی سخت طبیعت خراب ہونے کے باوجوداُٹھنے لگاکہ رمشانے اسے روک دیا۔" میں۔۔بالکل ٹھیک ہوں۔۔آپ لیٹے اگرزراساہلے۔۔تو مجھ سے بُرا کوئی۔۔۔نہیں ہو گا۔۔" رمشااسے کے اُٹھنے پراسے ہلکہ سا دھکیلتی ہوئی بولی۔"ہٹا کٹا بندہ ہوں زراسی بیماری پہ مر نہیں جاوں گااور تم ٹھیک ہو؟ یہ ٹھیک ہونا

ہوتا ہے حالت دیکھ رہی ہو اپنی؟ بولتے ہوئے آنکھوں میں پانی آرہا ہے اور ٹھہرو میری لاپروائی کی وجہ سے ساری چیزیں میسڈ اپ ہوئی ہیں۔" وہ کہتے ہوئے جانے لگا کہ ایک دم رمشا کی آنکھوں میں نمی کو دیکھ کر رُک گیا۔ رمشا اس کے بازو پہ زور سے ہاتھ مارتے ہوئے ارہا کو اُٹھانے لگی صاف مطلب تھا کہ جو کرنا ہے کر لو میں تو اب بات نہیں کرنے والی۔ "رے!" سکندر نے اس کا بازو پکڑنا چاہا رمشا نے زور سے جھٹکا۔ "ممی پاپا پاسک۔ پاپا ہیلی۔۔ ممی۔" رمشا ارہا کو لے کر اس کے کمرے میں لے کر جانے لگی سکندر چکراتے سر کے باوجود اس کے سامنے آیا۔ "چاہتی کیا ہو؟ کیوں ضد کرتی ہو۔ تمھارا دشمن تھوڑی ہوں۔ تم ٹھیک نہیں ہو تو میں کیسے ٹھیک رہ سکتا ہوں۔ تم ٹھیک ہو جاوٴ گی تو میں بالکل فریش ہو جاوٴں گا۔ پلیز لیٹو میں ابھی تمھیں کھانا کھلاتا ہوں۔" وہ ارہا رمشا سے لینے لگا رمشا پیچھے ہو گئی۔ "ہاتھ۔۔ مت لگائیں!! ۔۔ میں کھانا کھا چکی ہوں۔۔۔ فکر۔۔ کرنے کا۔۔ شکریہ اب۔۔۔ ہٹیے۔" اسے رمشا کی غصے کی سمجھ نہیں آئی۔ رمشا کی آنکھوں سے پانی نکل رہا تھا۔ ارہا نے ماں کو روتے ہوئے دیکھا تو باپ کو گھورا۔ "ممی سیڈ۔۔ ممی کرائے۔۔ پاپا

Diltangedum|by Samreen shah .Published in classic urdu material
Do not copy without author's permission

۔۔بیڈ۔۔یو ہرٹ۔۔"الٹا وہ باپ کی بیماری بھول کر ماں کے گال کو چومتی باپ کو ڈانٹنے لگی۔رمشا نے ارہا کی گردن میں منہ دے دیا اور سسکی لیتے ہوئے بولی۔"ارو پاپا بیڈ۔۔۔۔۔۔پاپا ۔۔۔۔۔ہرٹ ممی۔"سکندر رمشا کے رونے پہ پریشان ہو گیا۔اس میں رونے والی کونسی بات تھی ۔نہیں لیٹنا چاہتا'نہ خدمت کروانا چاہتا ہے تو بس سمپل سی بات تھی۔"پاپا گو ممی ہرٹ ممی سیڈ ۔۔ممی نو کلاے۔۔ممی مائین۔"ارہا ماں کو بولنے لگی اُف اتنی حساس تھی ارو۔"یہ میلوڈرامہ کس خوشی میں کھڑا کر دیا؟"سکندر غصے سے بولتے ہوئے اس سے ارہا جو نو نو کرتے باپ کی باہوں میں آنے سے انکار کر رہی تھی مگر سکندر نے اس سے لی اور اسے نیچے کھڑا کر کے رمشا کا ہاتھ پکڑا اور اسے بیڈ پہ بیٹھایا اور پانی کا گلاس سائیڈ ٹیبل سے اُٹھا کر اسے دیا جو دوپٹے سے اپنی آنکھ صاف کرتے ہوئے اسے نظرانداز کر رہی تھی۔سکندر نے چڑ کر جھکتے ہوئے گلاس زبردستی اس کے ہونٹوں کے قریب لے کر گیا رمشا نے غصے سے پانی کا گلاس اس سے لیا اور پانی پیا۔"اچھا خاصا ٹھیک ہوں۔زرا سا بخار کیا چڑھ گیا محترمہ کا دماغ خراب ہو گیا۔سمجھ کیوں نہیں آتی میری بات

۔" "آپ۔۔کی۔۔بیوی۔۔ہوں۔۔آپ۔۔سے سیکھی۔۔ہیں۔۔ایسی حرکتیں۔""" یااللہ

لڑکی اُٹھ ہی گیا تھا دیکھو بالکل ٹھیک ہوں۔ کہی سے طبیعت خراب لگ رہی ہے۔خواہ مخواہ مجھے تپاو

مت۔" "سکندر چُپ کر۔۔۔۔۔کے لیٹ جائے۔۔ورنہ میں۔۔ابھی ماموں۔۔۔۔۔۔۔۔کے

گھر چلی جاوں۔۔۔۔گی وہ بھی ارو کو لے کر۔اروجانو۔۔ مسٹر بیر لونلی۔۔ گو پلے۔۔" وہ سکندر

کو اس وقت سخت سُنانا چاہتی تھی اور وہ نہیں چاہتی ارہا اس کی باتیں سُنے۔ارہا نے سکندر کو دیکھا پھر

ماں کو پھر اس نے سر ہلایا۔"می نو پلے۔۔ ممی سک۔۔ ممی سیڈ۔" "ارو گو رائیٹ ناو!!!!"

رمشا نے زرا غصے سے کہا اسی پل سکندر کچھ کہنے لگا دروازے پہ دستک ہوئی۔سکندر سے جھک کر

کھڑا ہونا محال ہو گیا وہ بھی آجاو کہہ کر رمشا کے ساتھ بیٹھ گیا۔سر بُری طرح پھٹ رہا تھا مگر وہ کسی

کو کہہ نہیں سکتا تھا۔جاوید اندر آیا اور سکندر کو دیکھ کر بولا"سر آپ ٹھیک ہیں؟ سعود کو بلوایا ہے

تھوڑی دیر آتا ہو گا۔" "توبہ!! یار کومے میں نہیں چلا گیا۔سو گیا تھا غلطی کر دی سعود کو منع

کر دو۔عجیب دماغ خراب ہوا ہے سب کا۔" طبعیت خراب اوپر سے سب کی حرکتیں اسے چڑنے

پہ مجبور کر رہی تھیں۔ "جاوید بب ّبھائی۔۔ارو کو نیچے لے۔۔جائے۔۔اور ان کی۔۔کچھ مت۔۔ سُنیے گا۔۔۔میں۔۔انھیں سیدھا کرتی ہوں۔۔" سکندر نے آنکھیں زرا سی بند کی اور پھر اسے دیکھا جو نم آنکھوں سے اسے بڑے غصے سے دیکھ رہی تھی۔ جاوید بیچارا کشمکش میں پڑ گیا پھر کچھ سوچ کر سر ہلاتے ہوئے جونیر بھا کو اُٹھانے لگا جو ماں کے پاس جانے لگی۔ 'چلیں جونیر بھا کارٹون دیکھتے ہیں۔" ارہا جاوید کی بازوں میں آ کر مچلنے لگی۔ "نو جائی ممی سیڈ۔ می نو گو۔" مگر جاوید اس کے کان میں کچھ کہتا بڑے آرام سے اسے لے گیا۔ جیسی دروازہ بند ہوا سکندر نے اسے دیکھا جو اب اُٹھ کھڑی ہوئی۔ "تم جیسی ضدی لڑکی میں نے آج تک نہیں دیکھی۔ اگر تمھاری طبیعت نہ خراب ہوتی تو۔۔۔ سکندر غصے سے بول رہا تھا اسی وقت ہاتھ اُٹھا کر رمشا نے اس کی بات کاٹی۔

"آپ۔۔کو ابھی۔۔تک نہ چل سکا۔۔۔میں کس بات۔۔پہ رو رہی۔۔ تھی۔۔۔آپ۔۔۔کو زرا احساس نہیں ہے کہ مجھے۔۔۔۔۔۔آپ کی ب۔۔۔۔۔باتوں سے۔۔۔ کتنی تکلیف ہوئی ہے ۔۔۔۔بات سوچ سمجھ کر بو۔۔۔ل تو۔۔۔لیا کریں۔۔۔۔۔۔۔"سکندر نے انگلی اپنی پیشانی پہ

رکھی اور اسے دیکھا پھر بولا۔ "ایسا کیا کہہ دیا ہے۔ نہیں لیٹنا چاہتا۔۔ اگر تم کہتی ہو تو ٹھیک ہے آو کرو پھر میری خدمت!!!! " وہ بگڑ کر کہتا بستر پہ گیا اور لیٹ گیا۔ رمشا اسے دیکھتی رہی پھر دوپٹے سے اپنا چہرہ صاف کرتی انٹر کام سے سکندر کے لئے کھانا منگوایا اور اس کی طرف آ کر اس کے ماتھے پہ ہاتھ رکھا جو اس کی مزاج کی طرح بُری طرح تپ رہا تھا۔ رمشا نے اسے دیکھا جو اب اپنی آنکھیں بند کر چکا تھا۔ رمشا اس کے سائیڈ پہ ہو کر بیٹھی اور تین سال پہلے کا واقعہ اس کی نظروں کے سامنے لہرایا۔ سکندر کے جسم سے بہتا خون 'اس کی بند ہوتی آنکھیں 'اس کے لبوں سے نکلے الوداعی کلمات اس کی روح کو تقریباً کھینچ چکے تھے۔ وہ نہ ہوتا تو اس نے مر جانا تھا۔ وہ نہ ہوتا تو ارو بھی نہ ہوتی۔ یہ دونوں ذی روح اس کی زندگی کو مکمل کرتے ہیں۔ لفظوں میں کوئی کہہ دے کہ ان دونوں نے او جھل ہو جانا ہے تو دماغ کی نسے ہی پھٹنے لگتی تھی۔ سکندر نے بلاوجہ خاموشی محسوس کی تو اس نے آنکھیں زرا سی کھولیں۔ رمشا اپنے ہاتھوں کو دیکھتی رو رہی تھی۔ سکندر کو اب اُٹھ کر بیٹھنا پڑا اور اسے ڈانٹنے کے بجائے اسے کھینچ کر اپنے سینے کے ساتھ لگایا۔

"آئیم سوری آئیندہ مرنے کی بات نہیں کروں گا۔" سکندر اس کے بتایا بنا ہی سمجھ گیا کہ وہ روئی کس بات پہ ہے۔ وہ ہرٹ بہت کم باتوں پہ ہوتی تھی اور جب ہوتی تھی تو بُری طرح ہوتی تھی خاص کر سکندر کی زندگی کے حوالے سے کوئی بات کرتا تھا۔ رمشا خاموشی سے اسے زور سے بازو پہ پنچ مارا۔ سکندر مسکرایا۔ "پریکٹس کی اشد ضرورت ہے یہ تو کسی بچے کا مکا لگ رہا تھا۔" سکندر نے اس کے بال سہلاتے ہوئے کہا۔ "آئی ہیٹ یو۔" رمشا بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ سکندر نے اس کے بال بگاڑے۔ "آئی ہیٹ یو مور اور خاص کر اس وقت تو تمھارا گلا دبانا چاہتا ہوں۔" سکندر نے اسے الگ کرتے ہوئے اس کے آنسو صاف کیے۔ "عجیب تم بے بی بن جاتی ہو۔ ارو تم سے زیادہ بڑی لگتی ہے۔ دیکھو کیسے ڈانٹ کے گئی ہے حالانکہ میں نے اسے پالا تھا مگر سائڈ ہمیشہ تمھاری لیتی ہے جبکہ تم اسے ڈانٹتی ہو۔" رمشا زرا مسکرائی۔ "کیا کہہ سکتی۔۔۔۔۔ ہوں۔۔ ڈیڈیز گرل۔۔ ہے۔۔ آپ پہ گئی ہے۔۔۔" سکندر نے اس کے ماتھے کو چوما اور پھر ہیڈ بورڈ سے ٹیک لگائی۔ "میری پیکنگ کے لئے الیکس کو بلوا لینا۔ اور تم اپنی اور ارو کے لئے صنوبر خالا سے مدد لے

لینا۔کل بائی روڈ اسلام آباد کے لئے نکلے گے اور پرسوں ہماری فلائیٹ ہے۔" وہ بگھویا ہوا کپڑا

گردن پہ رکھنے لگی ایک دم اس کی بات پہ ساکت ہو گئی۔کدھر جارہے ہیں وہ؟اور سکندر نے

انھیں کہی لے کر جانا ہوتا تو اس کی طبیعت کے لحاظ سے تو وہ فوراً پلان کینسل کر دیتا تھا۔اب جب

کہ وہ خود ٹھیک نہیں تھا تو کہاں جارہے ہیں وہ۔"میری بڑی امپورٹنٹ میٹنگ ہے۔میں تم دونوں

کو اکیلے نہیں چھوڑ سکتا۔جاوید اور الیکس بھی ہمارے ساتھ جائے گے۔پیکنگ ایکسیس مت کرنا

بس جو ضروری چیزیں ہیں جیسے کے جولیری'خاص کپڑے ار واور تمھاری چیزیں وہ بس لے کر

جانی ہیں۔ایک کام کرو درینہ بھابی کو بلالو وہ تمھاری ساری مدد کر دیں گی۔"سکندر کہتے ہوے

آرام سے نیم دراز ہو گیا رمشا حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔"یہ میٹنگ۔۔میں کیا خاص بات

ہے۔۔۔جس میں اتنی امر جینسی دکھائی جارہی۔۔۔ہے۔۔سچ بتائیں وہ ڈیش آدمی تو آپ کو تنگ

نہیں کر رہا؟" رمشا کی بات پہ سکندر اسے دیکھنے لگا مگر اس کو جواب دینے کے بجائے اس نے رمشا

سے کپڑا لیا اور اپنے ماتھے پہ رکھا۔"مجھے بخار ہے جلدی سے ٹھیک کرو مجھے۔" "شیرو۔۔مجھے

بتائیں کوئی۔۔ سریس بات ہے۔۔۔۔آج ابو اور امی اس لئے مجھ سے ملنے۔۔آئے کیونکہ ہم کچھ دنوں کے لئے یہاں سے غائب ہونے لگے ہیں۔" وہ تیزی سے تکلیف کی پرواہ کیے بغیر بولی۔ "اگر ایسا ہے تو تم مجھے روکو گی۔" سکندر نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔"نہیں!! جہاں بات آپ کی اور اروکی زندگی کی آتی ہے وہاں مجھے اگر اپنی گھر والوں کی شکل بھی ساری زندگی نہ دیکھنی پڑے میں نہیں دیکھوں گی ایٹ لیسٹ مجھے بتائیں تو سہی۔" "اب ایسی بات بھی نہیں ہے اتنا سلفش نہیں ہوں کہ تمھیں آنٹی انکل سے دور رکھوں۔بس کچھ مہینے کی بات ہے۔پھر ملو گی تم سب سے۔" اس نے یہ نہیں بتایا کہ وہ بھاکا چیپٹر ہمیشہ کے لئے ختم کر رہا تھا اور شاید اب واپس پہ وہ کچھ سال بعد ہی آئے گھر اور باقی کاروبار کے معاملات وہ پہلے سے کچھ حد تک حل کر چکا تھا۔بس اس کے پیچھے جمالی اور حنان نے دیکھنا تھا۔گھر کے کچھ سامان شپ کر دیے جائے گے باقی اس نے سب کچھ بیچ دینا تھا۔زندگی بھی بڑی عجیب ہے ایک جگہ سکون سے ٹکنے کا نام ہی نہیں ہے۔ایک نیا سفر اور ایک نئی منزل شروع ہو جاتی ہے۔اس گھر سے اس کی بڑی اُنسیت ہو گئی تھی مگر گھر سے

زیادہ اسے رے اور ارو عزیز تھے اور وہ ان کی زندگی کا ایک بھی رسک نہیں لے گا۔ یہ بات تو تہہ تھی۔

oooooooooooooo

بختاور نے آخری ٹیسٹ دیکھا جس پہ ریزلٹ نیگٹو آیا ہوا تھا۔ وہ اتنے غصے سے اس ٹیسٹ کو دیکھ رہی تھی حالانکہ ابھی وہ سائرہ سے کہہ رہی تھی اسے بے بی نہیں چاہیے تو وہ اب کیوں اپ سیٹ ہو رہی تھی۔ اس نے ٹیسٹ کو جا کر ڈسٹ بن میں پھینکا جہاں پہلے سے تین چار ٹیسٹ موجود تھے ۔ اسے عجیب سی چڑ ہو رہی تھی اور چڑ کے ساتھ رونا بھی آ رہا تھا۔ اسے اپنا فوکس اپنے کریر میں رکھنا ہو گا۔ ہاتھ دھو کر اس نے حداد کو اسے پکارتے ہوئے سُنا۔ وہ آ بھی گیا۔ اس نے ٹاول سے اپنے ہاتھ خشک کیے اور اپنے چہرے کی اداسی کو نظر انداز کرتی واش روم سے باہر آئی۔ "مر تو نہیں گئی تم؟" حداد شاید آفس میں موجود اپنی چیزیں رکھ رہا تھا۔ بختاور دروازہ کھول کر اسے دیکھنے لگی وہ اپنا اوور کوٹ سٹینڈ پہ لٹکاتے ہوئے اسے دیکھنے لگا تو اسے دیکھ کر مسکرایا۔ "کب واپس آئی

انسٹیٹیوٹ سے؟" وہ آگے بڑھ کر اس کے ماتھے پہ پیار کرتا کمرے میں گھستے ہوئے بولا۔"ایک گھنٹہ ہو گیا ہے۔آپ آج جلدی کیسے؟" اس نے حداد کو دیکھا وہ اپنی سویٹر اُتار کر ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کر رہا تھا۔"آج لیکچرز نہیں تھے۔ تمھیں بتایا نا بچوں کے اگزامز ہو رہے ہیں۔دو میٹنگز تھی اور بس فارغ۔کچھ بنانے کی کوشش بھی کی ہے کہ میں ہی ہمیشہ کی طرح کچھ کروں؟" حداد کی بات پہ بخت نے اسے گھورنے کے بجائے نارمل انداز میں کہا۔"نہیں سائیو نے آج بریانی بنائی تھی تو ہمیں بھی بھیج دی۔وہ آشر بھائی کے کچھ دوست آرہے تھے تو اس نے ٹھیک ٹھاک کھانا بنایا تھا۔فریش ہو جائے آپ میں کھانا لگاتی ہوں۔" حداد نے چونکتے ہوئے بخت کو دیکھا ورنہ کسی بات پہ وہ حداد سے لڑتی یا چڑتی ضرور تھی۔آج اتنا نارمل کیسے بہیو کر رہی تھی۔"گرینی لانا کے پاس جاو گی؟" اس نے گھڑی اُتارتے ہوئے سامنے ٹیبل پہ رکھی۔بختاور نے نفی میں سر ہلایا ۔"آج کول اور شون دکان سنبھالیں گے میں جاوں گی تو بس پھر ہو گیا ان سے کام۔" حداد کو وہ بڑی الجھی ہوئی دکھائی دی۔"تو چلی جاو باولنگ کھیلنے چلے جانا ان کے ساتھ بلکہ آج کا دن ان کے

ساتھ سپینڈ کرنے کا نہیں بنتا تھا۔" بختاور نے اپنے بالوں کو جوڑے کی شکل میں لپیٹ کر بیڈ سے حداد کی سویٹر اُٹھائی۔"میں لانڈری باسکٹ میں انھیں رکھ کے آئی۔" حداد کہنے لگا کہ اس نے سکندر سے بات کرنی ہے مگر پھر کچھ سوچ کر وہ چُپ ہو گیا۔ہر بات پہ سکندر کو بیچ میں لانے کی ویسے بھی کوئی ضرورت نہیں تھی۔"ہاں ٹھیک ہے۔میں یہ کپڑے باسکٹ میں پھینکتا ہوں انھیں بھی لے جانااور سُنو مجھے شام کو سعد کے ساتھ جانا ہے دوستوں کے ساتھ گیدرنگ ہے تم گھر کے بجائے گرینی لانا کے پاس چلی جانا۔میں وہاں آجاوں گا تو ابھی ایسا کرو میری گرے سویٹر شرٹ میلے کپڑوں میں پڑی ہو گی اسے مشین ڈال کر چلا دو۔" بختاور نے سر ہلایا۔اس کا فون بجا اس نے دیکھا کول کالنگ لکھا ہوا۔اس نے فون اُٹھایا اور کان سے لگایا۔"اب کیا آفت آگئی کول!!" بختاور حداد کی سویٹر لے کر لانڈری روم میں آئی۔"بی تم یقین نہیں کرو گی میں نے کس کو دیکھا۔" کول ایسے لڑکیوں کے انداز میں چیخ کر بولا کہ بخت کو اپنا فون کانوں سے زرا دور کرنا پڑا۔"شون کہاں ہے اور تم کام بھی کر رہے ہو کہ بس لوگوں کو تاڑ رہے ہو؟" بختاور نے سویٹر باسکٹ میں

رکھتے ہوئے حداد کی مطلوبہ شرٹ ڈھونڈی۔"دفع کرو شون کو بی میں نے پتا ہے کس کو دیکھا۔سچ میں تم ہوتی تو اسے دیکھ کر بے ہوش ہو جاتی۔" بختاور کو شرٹ مل گئی اور تیزی سے بولی۔"اپنے آپ کو تو نہیں دیکھ لیا کول اب بک بھی دو۔" بختاور بگڑے ہوئے لہجے میں بولی۔"بی یو ول ناٹ بلیو میں نے جیسن موموا کو دیکھا میں نے۔" بخت حداد کی شرٹ ڈال چکی تھی اب ڈیٹر جنٹ ڈال رہی تھی جب اس کی بات سُنی تو وہ دھیان میں نہیں تھی کہ اس نے اتنا سارا ڈیٹر جنٹ ڈال دیا ۔"واٹ !!! کیا بول رہے ہو تم ؟تم نے کس کو دیکھا؟" "تم سچ میں آکر دیکھ لو مجھے پتا تھا تم یقین نہیں کرو گی۔" کول کی بات پہ بختاور کا منہ کھل گیا بولتا تو کول سچ ہی تھا۔ایک دم جو بُرا موڈ کا ارادہ کر کے وہ پوری دن گزرانے لگی تھی ایک دم ہی پُر جوش ہو گئی۔اس نے جلدی سے مشین سٹارٹ کی اور سیٹنگ محترمہ غلط کر کے بنا کچھ سوچے نیچے بھاگی۔"اللہ میرے !! سائیو کو بلالوں مگر وہ تو بزی ہو گی جلدی بھاگو سائرہ کو منانے کے چکر میں وہ بھاگ نہ جائے۔" خود سے کہتے ہوئے اس

نے گاڑی کی چابی اور جیکٹ اُٹھائی اور فٹ گھر سے باہر نکلی اسے یہ نہیں معلوم تھا کہ بعد میں کتنا ہنگامہ کرنے والا تھا حداد۔

ooooooooooooo

سکندر نے اپنی گلاسس اُتاری اور ارہا کو دیکھا جو اس کی گود میں سو چکی تھی۔اس نے رمشا کو دیکھا جو حیرت سے اس پرائیوٹ جیٹ کو دیکھ رہی تھی۔"داود ہم ا۔۔۔س میں سفر کریں گے ؟" اس نے بڑی آہستگی سے کہا۔سکندر ہنس پڑا۔"میرے خیال سے شاید اسی میں سفر کریں گے۔" "یااللہ سکندر آپ۔۔۔۔کے پاس کتنا پیسہ ہے۔" رمشا بیگ اُٹھا کر دروازہ کھول کر اُتری۔سکندر نے احتیاط سے ارہا کو اُٹھایا جاوید نے اس کا دروازہ کھولا اور ارہا اس سے لی۔رمشا گرین اور پرپل کمبنیشن کے سٹایلش ڈریس میں اپنے کم سوجے ہوے منہ سے اچھی لگ رہی تھی۔سکندر بخار سے تپے ہوے لال چہرے میں عجیب انداز میں پورے کالے کپڑے میں پُرکشش مافیامین لگ رہا تھا۔"پیسہ اتنا بھی نہیں ہے کہ جہاز خرید لوں یہ کسی اور کا ہے۔" اس نے رمشا کو کہتے ہوے

سامنے بندے کی طرف بڑھا جو دیکھنے میں فارنر لگ رہا تھا۔ "گڈ آفٹر نون کاپو۔ مصطفی سر نے

بتا دیا ہو گا آپ کو کہ آج پلین نے پاکستان لینڈ کرنا تھا کل کے بجائے۔ آپ کو جلدی بلانے کے

لئے معذرت کر رہے تھے اصل میں کچھ منٹینس کا کام بھی تھا۔" سکندر نے سر ہلا کر اس سے

ہاتھ ملایا۔ "نہیں ٹھیک کیا ویسے بھی ایک دن ضائع کروانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ منٹینس؟ آر

یو شیور پلین میں کوئی پرابلم نہیں ہیں نا؟" سکندر کا آخر میں لہجہ سخت ہو گیا۔ وہ منیجر بھی گھبرا گیا

۔ "نو سر وہ فارملیٹیز ہی ہیں۔ آیئے بس پندرہ منٹ میں ہم فلائی کرنے والے ہیں۔" سکندر نے

اسے دیکھا پھر رمشا کو جو ارہا کو جاوید سے لینے لگی کیونکہ ارہا نیند میں اُٹھ گئی تھی اور ماں کے پاس جانا

چاہتی تھی مگر محترمہ کی جیسی نظر پلین پہ گئی اس کی آنکھیں اشتیاق سے کھلی کی کھلی رہ گئی۔ "ممی

ہوائیر و پین ممی می ڈاون!!!" ارہا کو اب نیچے اُترنا تھا۔ "نوارو!" رمشا نے اسے ٹوکا۔ سکندر

مسکرایا انھیں دیکھ کر "الیکس ارو کو اندر لے جاو۔ رے تم بھی جاو۔" سکندر مصطفی کو کال کرنے

لگا۔ ایلکس ارہا کو پکڑنے لگا۔ "نوا یلی می ڈاون!! ایر وپین ہو ہو۔" سکندر نے دیکھا حنان کی کال

آ رہی تھی۔ وہ ہنسا۔"ہاں بھئی ابھی رخصت ہوئے پورا دن بھی نہیں ہوا اور تو بیتاب ماں کی طرح

دوسری بار کال کر رہا ہے۔ مسئلہ کیا ہے؟" "فلائی کرنے والا نا تو؟ کمینے پورا لاہور تیرے جانے پہ

ویران ہو گیا ہے۔ انکل اتنے اپ سیٹ تھے کہہ رہے تھے جیل میں رونق کون لگائے گا اب۔

مرتضی نے بھی ریں ریں لگائی ہوئی ہے پتا چل گیا کہ بھا ملک چھوڑ کر جا رہا ہے۔" "جمالی کو کہنا

فکر مت کرے میرے جیسے بہت سے غنڈے آ جائے گے تیار رہی اور تو رو تو نہیں رہا میری جدائی

میں۔" سکندر زرا اُداس ہو گیا۔ "خبیث! بہت سے غنڈے آ جائے بھا تو بھا ہے۔ بھا کی جگہ کوئی

نہیں لے سکتا اور میں کیوں روں گا میں تو بہت خوش ہو تیری مصیبتوں سے جان تو چھوٹے گی

میری۔" حنان چیر پہ گھومتا ان دونوں کی بچپن اور جوانی کی تصویر جو سامنے اس کی ٹیبل پہ لگی

تھی اسے دیکھ رہا تھا۔ پتا نہیں دل بہت بے چین ہو گیا تھا اس کے جانے پر۔ بہت ہی ویرانگی چھوڑ

گیا تھا۔ "دو دن آنسو بہائے کال نہ کی نا تو نے تو میرا نام بھی شیر و نہیں۔" سکندر بولا۔ ابھی کچھ

گھنٹوں پہلے حنان اسے بھینچے گلے لگائے چھوڑنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ عجیب سا اُداس دکھائی

دے رہا تھا۔ سکندر نے دھموکے اس کے کمر پہ مارے مگر وہ چھوڑنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ "ابے چھوڑ دے لوگوں کو شک ہو جائے گا۔ ہمارا آفیسر سب کے سامنے آگیا تو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہیں گے۔" بدلے میں حنان نے اسے بازو پہ مارا۔ "پہلی دفعہ تو نہیں جا رہا آجاوں گا۔ نہیں آیا تو اپنے دس بارہ بچوں سمیت آجانا۔" بدلے میں حنان نے اسے گالی دی تو سکندر نے شرارت سے کہا۔ "سوری میں انٹرسٹڈ نہیں ہوں تم میں۔" سکندر نے حنان کو کہتے ہوئے سُنا کہ وہ اسے انفارم کرتا رہے ہر چیز کے بارے میں۔ "ہاں ویسے بھی دیر ہو رہی ہے چلتا ہوں۔ اپنا بھابی اور مرتضی کا خیال رکھنا۔" سکندر کو پتا نہیں کیوں جیسے کچھ عجیب لگا۔ فون بند کر کے وہ جیٹ کی طرف بڑھا۔

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

شون اندر داخل ہوا تو اس کے منہ پہ سیدھا بریڈ کا پیکٹ جا کر لگا۔ شکر تھا کے بریڈ کا پیکٹ تھا ورنہ کچھ اور ہوتا تو لیکن یہ حرکت کس کی تھی۔ "میں تمھارا خون پی جاوں گی کول!!!" ایک اور بریڈ

کا پیکٹ کے ساتھ کول بھی گرتا اُٹھتا اس کے سامنے آیا۔کول نے شون کو دیکھا تو تیزی سے بولا

۔"بھئی مجھے بچاو یہ میری جان لے لی گی۔" "اب تو نے کیا کیا ہے کول !!!!" پھر غصے سے

ہانپتی جاڑ کا پیکٹ پکڑے بخت اس طرف آئی اور وہ خونخوار نظروں سے کول کو دیکھ رہی تھی

۔"ہٹ جاو شون آج زندہ نہیں بچے گا میرے ہاتھوں۔" "بی سچ میں تم نے پوری نہیں سُنی۔"

کول شون کے پیچھے ہوتے ہوئے بیچارگی سے چلایا۔بخت غصے سے آگے آنے لگی کہ شون نے بخت

کے بازو کو پکڑا۔"بی ایزی ایزی کیا ہوا ہے۔اس نے کیا کیا ہے مجھے بتاو میں اسے سیدھا کرتا ہوں

۔" اس نے پیچھے زرا مڑ کر کول کو گھورا۔"یار میری بات سُنو۔۔میں نے کچھ نہیں کیا بس کہا میں

نے دیکھا جیسن موموا کو۔" شون اس سے پہلے کچھ کہتا بخت غصے سے بولی۔"تو بکتے نا کہاں دیکھا

ہے۔بس دیکھا ہے بس دیکھا۔شون اس الو نے مجھے کال کیا کہ اس نے جیسن موموا کو دیکھا اور

مجھے جلدی بلانے کا کہا۔میں بڑی امر جینسی میں یہاں آئی اور جب شاپ میں پہنچی تو میں نے

پوچھا کہاں ہیں وہ۔تو کہتا ہے ٹی وی پہ آیا تھا۔کمرشل میں وہ اس کی اصلی باڈی نہیں ہے وہ بڑا سکھا

سا ہے وہ بڑے ریسٹلر کا جسم پہنتا ہے اور وہ گنجا بھی ہے۔ یہ یونی میں پتا نہیں کیسے ہے۔ دماغ کی جگہ بھوسا بھرا ہے۔" "بی کم سے کم یونی میں تو ہوں تم نے تو ابھی اپنا ہائی سکول بھی مکمل نہیں کیا۔" کول نے یہ کہہ کر غضب کر دیا بختاور نے اس کے بال پکڑ لیے۔ شون تو پریشان ہو گیا اس نے بختاور کو کھینچا بدلے میں کول کے لمبے بلونڈ بال بھی کھینچے گئے۔

حداد ٹاول سے اپنے بال رگڑتے ہوئے کمرے میں آیا تو اس عجیب سی سیمل اپنے ارد گرد محسوس کی۔ وہ تیزی سے باہر نکلا کہ کہی بختاور نے نیچے سے تو کچھ نہیں جلا دیا مگر سیمل لانڈری سے آ رہی تھی وہ تیزی سے گیا تو اس نے اپنا سر پکڑ لیا۔ بختاور واشنگ مشین خراب کر چکی تھی۔ "بختاور عالم !!!! کیا کروں میں تمھارا۔" اس نے سوئچ بند کیا اور دھاڑتے ہوئے بختاور کو پکارا مگر بختاور تو کسی اور کا منہ توڑنے میں مصروف تھی۔ وہ اس کو پھر پکارتے ہوئے نیچے آیا تو وہاں بختاور کا نام و نیشان ہی نہیں تھا۔ "یہ لڑکی میرے ہاتھوں سے مرے گی وہ غصے سے پھر اوپر گیا اور بختاور کو کال کرنے کے لئے فون کمرے سے لینے گیا۔ فون اُٹھا کر اس نے دیکھا تو چونک اُٹھا پھر کچھ سوچ

کر اس نے اپنے چہرے پہ ہاتھ پھیر کر کال ملائی۔" میگھن مل گئی اسے؟ ہوں گڈ۔۔۔ملاقات ہوئی اس سے کے نہیں۔اچھا ٹھیک ہے۔کاپو یا حنان کو خبر ملی اس بارے میں۔ابھی تک نہیں ملی گڈ! بس کل تک اسے خبر کر دینا۔میرا نام کہی سے بھی نہیں آنا چاہیے ورنہ تم جانتے ہو کہ تمھارے ساتھ کیا ہو گا۔میرے بندے تمھارے گھر کے باہر موجود ہیں۔بس جو کہا ہے وہ کرتے جاو تو زندگی پُر سکون پاو گے۔"   حداد نے مزید اسے کسی چیز کے بارے میں ہدائیت کی۔اس نے مڑ کر بخت کی تصویر دیکھی تو بولا۔"سوری بخت مگر میں مجبور ہوں۔" کہتے ہوے اس کی ایک بھوری آنکھ عجیب ہو گئی۔

••••••••••••••••••

شون نے گاڑی پارک کر کے اسے دیکھا۔جو سینے پہ بازو لپیٹے بہت بگڑے ہوئے موڈ میں دکھائی دے رہی۔"کیا ہوا ہے تمھیں بی حداد برو نے کچھ کہا۔" "میں حداد کی وجہ سے نہیں بگڑی میں تمھارے اس سٹوپڈ ٹوین کی وجہ سے کُڑ رہی ہوں۔اتنی خوشی خوشی میں اپنے شوہر کو چھوڑ کر آئی

کہ جیسن موموا سے ملوں گی اور وہ ڈفر۔۔خیر تمھیں کوئی ضرورت نہیں تھی شون میرے پیچھے آنے کی میں نے صحیح سلامت آجانا تھا۔" بختاور پونی سے نکلے اپنے بے تحاشا لٹوں کو کانوں کے پیچھے کرنے لگی۔"اچھا جس طرح سٹور بگاڑ کر آئی ہو تم اس تو نہیں لگ رہا تھا کہ تم صحیح سلامت گھر سمیت یہاں پہنچتی۔سٹور کے لئے تو میں اور گرینی لانا معاف بھی کر دیتے مگر تمھیں کچھ ہو جاتا تو تمھارے اس جیسن موموا اور تمھارے وہ ڈون ماموں نے ہمیں جان سے مار دینا تھا۔" بختاور اس کی بات پہ ایک دم ہنس پڑی اور مکا اس کی بازو پہ مارا۔"کتنے سیلفش ہو تم شون میری پرواہ نہیں ہے تمھیں۔" شون ہنس پڑا۔"بالکل بھی نہیں بھئی جان بہت عزیز ہے ہمیں۔ویسے تمھارے غصے کی سمجھ نہیں آئی جیسن موموا سے زیادہ ہنڈسم تمھارا شوہر ہے اور اس بیچارے کو بھو کہ چھوڑ کر تم دوڑی چلی آئی۔شرم کرو لڑکی۔اب جاو یہ نہ ہو تمھیں ڈھونڈتے وہ ہلکان ہو جائے۔شام کو چلو گی نا؟" بختاور اس سے چابی لے کر نفی میں سر ہلانے لگی۔"آج تو لگ رہا ہے میرے سامنے جو آئے گا اس کا گلا دبا دوں گی اس لئے بیسٹ کا گھر پہ رہنا ٹھیک ہے۔اب دعا کرو

حداد کا ناحشر کردوں میں۔" شون ہنس کر گاڑی سے اُترا۔"اب تو خدا ہی بچائے حداد برو کو تم سے

۔" بختاور نے اسے گھورا اور دروازہ بند کر کے گھر کی طرف بڑھی اور دروازہ کھولا تو بڑے محتاط

انداز میں اندر داخل ہوئی مگر کوئی فائدہ نہیں تھا سامنے دیوار بن کے کھڑا حداد اسے بڑے غصے سے

گھور رہا تھا۔ بختاور نے بڑی ہی معصومیت سے آنکھیں مٹکا کر اپنے شوہر کو دیکھا پھر بڑے نرمی سے

بولی۔"مم مجھے لگتا ہے میں گاڑی میں کچھ بھول۔۔۔" مگر حداد نے اسے موقع ہی نہیں دیا اس کا

بازو پکڑ کر کھینچتا ہوا وہ اوپر لے کر جانے لگا۔"حداد۔۔آئیم سوری۔۔میں وہ زرا کام سے گئی تھی

۔۔سچ میں اوچ حداد مجھے درد ہو رہا ہے۔" مگر حداد اس کو آن سُنی کرتا لانڈری روم میں لے کر گیا

اور اس کا بازو چھوڑا بخت اسے گھورتی اپنے بازو کو رگڑنے لگی تو ایک دم چونک کر واشنگ مشین کو

دیکھا۔اس کا منہ ایک دم کھل گیا۔"اس کا حشر کیا ہی کیا ساتھ میں ہمیشہ کی طرح میری فیورٹ

سویٹر شرٹ بھی برباد کی۔حداد نے اوپر پڑی عجیب سی گیلی خراب ہوئی شرٹ پہ بختاور کو دکھائی۔

"تم کن دُنیا میں رہتی ہو بختاور۔۔ہاں چھوٹی بچی ہو کیا؟ ارہا کو بھی تم سے زیادہ سمجھ ہو گی۔مجھے

سمجھ نہیں آتا تمھاری حرکتوں پہ روں یا ہنسوں !!!! سمجھا کہ گیا تھا کہ مشین کیسے استعمال کرنی ہے۔ڈیٹر جنٹ کتنا ڈالنا ہے۔گدھے سے گدھے پاگل انسان کو بھی میری بات سمجھ میں آجائے گی مگر تم سدا کی ڈھیٹ !!!! میری کلاس کی سٹوڈنٹ کو دیکھ کر مجھے احساس ہوتا ہے تم تو بہت زیادہ چھوٹی ہو۔" بختاور نے ایک دم اسے دیکھا اور سویٹر شرٹ زور سے اس کے سینے پہ پھینکا۔"تو آپ میرے سے شادی کرنے پہ پچھتا رہے ہیں۔" بختاور کا لہجہ شاکی تھا۔حداد نے غصے سے ڈیٹر جنٹ کا کھلا پیکٹ اُٹھایا اور اس پہ پھینکا۔بختاور تیزی سے چیخ کر پیچھے ہوئی۔"فرینکلی سپیکنگ ہاں پچھتا رہا ہوں تم سے شادی کر کے۔تم کسی کی بھانجی اور بیٹی اچھی بن سکتی ہو مگر بیوی نہیں۔" بختاور نے اپنے جسم کو زور سے ہلایا اور اپنے منہ پہ آتے پاوڈر کو ہاتھ سے جھٹکا۔"واٹ دا ہیل !!! حداد آر یو میڈ !!! " ۔"ہاں ہوں میڈ تمھیں تمھارے انداز میں بات سمجھانی پڑے گی مجھے۔" بختاور کو غصہ چہرہ اور لیکوڈ کمفٹر کا کیپ کھول کر اس نے حداد پہ پھینکا۔دونوں میں کوٹ کوٹ کے بچپانہ بھرا ہوا تھا۔دونوں کو بس جو کچھ ملتا گیا ایک دوسرے پہ پھینکتے گئے زبان سے زیادہ وہ ہاتھ کا

اسمتعال کرتے تھے یعنی کے حد ہو گئی اب تو شادی بھی ہو گئی ہے ان کی۔" بہت اچھا ہوا ہے مشین کے ساتھ۔۔۔ ویسے بھی کسی کام کی نہیں تھی۔" بختاور نے پاوڈر اس کے بالوں میں پھینکتے ہوے کہا حداد نے اس کا بازو پکڑ کر اس گھمایا۔"ہاں ہاں میرا تو پیسہ جیسے حرام کا ہے نا جو ہر چیز آرام سے لے لوں۔" وہ اس کے کانوں میں غرایا۔ بختاور نے اپنا بازو اس کی گرفت سے نکالنا چاہا کہ حداد نے اس کی کمر کے گرد بازو پھیلا دیے اور وہ اس سے پہلے جھک کر کوئی شرارت کرتا اسی وقت گھر کی بیل ہو گئی۔ بختاور نے ناخن اس کے بازو پہ گاڑے۔ حداد نے تیزی سے بازو چھوڑا مگر بختاور کے بال مٹھے میں لے لے کر اسے روکا۔"حداد!!!" اس نے حداد پہ حملہ کرنا چاہا حداد نے اس کا چہرہ گھما کر اپنے بالکل قریب کیا دونوں ہی اس وقت بڑے عجیب حلیے میں مصحۂ خیز لگ رہے تھے مگر حداد کو اس جنگلی روپ میں بہت پیاری بھی لگی بخت پہ پیار بھی اسی روپ میں آتا تھا۔ عجیب بات تھی مگر وہ حداد تھا نا سمجھنے والی چیز۔"چھوڑو مجھے جنگلی آدمی۔ بختاور نے اس کی انگلیاں اپنے بالوں سے نکالنا چاہا مگر حداد نے مزید اسے اپنے قریب کر لیا۔"دوبارہ مجھے نوچنے کی

غلطی مت کرنا۔" اس نے جس لہجے میں کہا تھا بختاور کی آنکھیں پھیل گئیں۔"ورنہ کیا؟ کیا کرو گے میں ماما۔" حداد نے اپنی شدت دکھا کر اسے چھوڑا اور لانڈری سے باہر نکلا۔"ورنہ کا جواب میں بعد میں دوں گا لیکن تمھیں بالکل نہیں پسند آئے گا۔" بختاور نے اپنے پیچھے ہاتھ دیکے ن اوپر سے حداد کی حرکتیں اسے غصے اس کی طرف بڑھنے کی طرف مجبور کر گئی۔ حداد جنگلی بلی کے پیچھے آنے پر الرٹ ہو گیا تھا تو تیزی سے حلیے کی پرواہ کیے بغیر دروازہ کھول کر باہر جانے والا تھا کہ رمشا اور سکندر کے ساتھ ارہا کو دیکھ کر حیران ہوتے ہوئے رُک گیا. بلکہ حیران سے زیادہ شاکڈ ہو گیا۔ سکندر یہاں کیا کر رہا ہے؟